۲۴ شعبان المعظّم ۱۴۴۷ھ / 13 فروری 2026ء

استقبالِ ماہِ رحمت

اور

ہماری حالت

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ۔ [اٰلِ عمرٰن 8:3]

وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ [النحل 89:16]

دُنیا بھر میں رِواج ہے کہ جب کوئی معزّز مہمان تشریف لائے تو اُس کے استقبال کے لیے مختلف انتظامات کیے جاتے ہیں۔ سرکاری طور پر استقبال میں مہمان کی حیثیت کے مطابق سُرخ قالین (Red Carpet) بچھایا جاتا ہے... قومی پرچم آویزاں کیے جاتے ہیں... مُسلّح افواج کا دستہ سلامی (Guard of Honour) پیش کرتا ہے... راستے سجائے جاتے ہیں اور دیگر اُمور کا اہتمام ہوتا ہے۔

استقبال کس نوعیت کا ہونا چاہیے؟ اِس حوالے سے آنے والے مہمان کی ذاتی حیثیت کو نہیں، بلکہ اُس کے منصب کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ مہمان اگر اعلیٰ قابلیت رکھتا ہو اور لمبے چوڑے قد والا ہو، مگر کوئی عام سا افسر ہو تو اُس کے لیے ریڈ کارپٹ اور گارڈ آف آنر کا اہتمام نہیں ہوگا، دوسری طرف اگر کم پڑھا لکھا پستہ قد مہمان کسی بڑے ملک کا سربراہ ہو تو اُس کا استقبال اعلیٰ انتظامات کے ساتھ ہوگا۔

ربِّ کریم نے اپنے محبوبِ مکرّم ﷺ کو ساری مخلوق کا دُولہا بنایا اور اعلیٰ ترین منصب عطا فرمایا تو شبِ معراج اُنھیں مہمان بنا کر اُن کے استقبال کے انتظامات بھی ایسے کروائے جو نہ پہلے کبھی کسی کے لیے ہوئے تھے اور نہ بعد میں کسی کے لیے ہوں گے۔

چند دن بعد ایک معزّز مہمان ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے، جس کی حُرمت و تعظیم اِس قدر ہے کہ روایات میں اُسے شَھۡرُ اللہ (اللہ پاک کا مہینہ) فرمایا گیا ہے۔[1] نبیِ کریم ﷺ اُس کی آمد پر حسین خطبہ کے ذریعے اُس کی عظمت و فضیلت ظاہر فرماتے.... اِن اُمور سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رمضان المبارک کا استقبال کس نوعیت کا ہونا چاہیے۔

رمضان المبارک میں رحمتِ الٰہی کی بارش مُوسلا دھار برستی ہے؛ لہٰذا بجا طور پر اِس مہینے کو "ماہِ رحمت" بھی کہا جاسکتا ہے۔ اِس کا بہترین استقبال یہ ہے کہ اِس میں وہ کام کیے جائیں جن پر ربِّ کریم خصوصی رحمتوں سے نوازتا ہے۔

ہماری حالت یہ ہے کہ معاشرے کے بے شمار افراد ماہِ رحمت میں وہ کام کرتے ہیں جن سے باری تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور بندہ اُس کی رحمت سے محروم رہ جاتا ہے، حالانکہ رحمتِ الٰہی ہی تو سب کچھ ہے، اُس کے بغیر تو دُنیا و آخرت میں تباہی ہی تباہی ہے۔

چنانچہ حصولِ رحمت کا شوق دلانے کے لیے آج "استقبالِ ماہِ رحمت اور ہماری حالت" کے عنوان سے گفتگو ہوگی، اِن شاء اللہ۔

---

[1] عَنۡ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا مَرۡفُوۡعًا: شَعۡبَانُ شَھۡرِیۡ وَرَمَضَانُ شَھۡرُ اللّٰہِ۔ ۔ ۔

(زھر الفردوس لابن حجر [مخطوط]، رقم: 1823۔ الجامع الصغیر للسیوطی، رقم الحدیث: 7145۔ إسنادہ ضعیف)

رحمت کا مفہوم اور اُس کی ضرورت

"رحمت" دراصل عربی لفظ ہے، جس کے کئی معانی ہیں.... جب یہ لفظ ربِّ کریم کے لیے استعمال ہو، یعنی "اللہ تعالیٰ کی رحمت" وغیرہ الفاظ بولے جائیں تو اِس کا معنی ہوتا ہے: فضل و کرم اور احسان فرمانا.... "رحمتِ الٰہی" کا مطلب ہوا: اللہ پاک کا فضل و احسان فرمانا۔ "رحمٰن" و "رحیم" مالکِ مہربان کے مبارک نام ہیں، یہ بتاتے ہیں کہ وہ بے حد فضل فرمانے والا اور بے پناہ احسان فرمانے والا ہے۔

مخلوق کا ہر ہر فرد دُنیا و آخرت میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے، اُس کی رحمت کے بغیر خیر و بھلائی کا تصوُّر بھی نہیں۔ وہ رحمت فرمائے تو مشقتیں اور مصیبتیں بھی بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ بن جائیں اور اُس کی رحمت نہ ہو تو مال و دولت اور عزّت و منصب وغیرہ... نعمت سمجھی جانے والی اشیا بھی رُسوائیوں کا سبب ہو جائیں۔

اُس کی رحمت کی ضرورت کا اندازہ لگانے کے لیے غور کیجیے کہ:

- رحمٰن و رحیم کی رحمت تھی تو نارِ نمرود کے آسمان سے باتیں کرنے والے شُعلوں نے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وہ لطف دیا جو بادشاہوں کو اپنے محلّات میں نصیب نہیں ہو سکتا۔
- خالقِ کریم کا فضل نصیب تھا تو پیکرِ حُسن سیدنا یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ظاہری اسباب کے بغیر قید خانے سے نکال کر تختِ مصر کے مالک بنا دیے گئے۔
- قادرِ مطلق نے رحمت فرمائی تو اصحابِ کہف کو غار میں وہ سُکون و قرار میسّر ہوا کہ دُنیا والے اُس کا تصوُّر بھی نہیں کر سکتے۔
- دوسری جانب اُس کی رحمت شاملِ حال نہیں تھی تو بے پناہ طاقت فرعون اور اُس کے لشکروں کو ذِلّت والے غَرق سے نہ بچا سکی۔
- قادرِ مطلق نے کرم کو روک لیا تو قارون کی بے شمار دَولت بھی اُس کے ساتھ ہی زمین میں دھنسا دی گئی۔
- قیصر و کسریٰ رحمتِ الٰہی سے محروم ہوئے تو سپر پاور ہونے کے باوُجود بظاہر بے سر و سامان صحابہ کے ہاتھوں ذلیل و رُسوا ہوئے۔

ایسے اُمور پر غور کریں تو خود ہمارے ساتھ بیتنے والے بے شمار واقعات ہمیں سبق دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سب کچھ ہے۔

رحمتِ الٰہی کی ضرورت سمجھانے کے لیے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایسی بات ارشاد فرمائی جسے سُن کر رَونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: لَنْ يُّنْجِيَ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ۔ "تم میں کسی کو بھی اُس کا عمل ہر گز نجات نہیں دے گا (اعمال پر ناز نہ کرو! یہ فقط اِس لیے کیے جاتے ہیں کہ اِن کی برکت سے باری تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو، نجات صرف اور صرف رحمتِ الٰہی سے ہی ہو گی)۔" صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا عمل بھی (نجات) نہیں (دلائے گا)؟ فرمایا: وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ۔ یعنی "مَیں بھی فقط اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی جنّت میں جاؤں گا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6463، 6467)

رحمت کی طلب و رغبت

فطری اُصول ہے کہ انسان کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ اُس کی جستجو کرتا ہے اور جتنی زیادہ ضرورت ہو اُتنی ہی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ جب انسان کو سب سے زیادہ حاجت رحمتِ الٰہی کی ہے تو اُس کی چاہت و رغبت بھی سب سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔

طلبِ رحمت کے لیے مالکِ رحمت جَلَّ مَجْدُہٗ سے لجاجت کے ساتھ بکثرت دُعائیں بھی مانگنی چاہییں اور وہ کام بھی کرنے چاہییں جن کی برکت سے رحمت نصیب ہوتی ہے۔

دُعائے رحمت: قرآن و سنّت میں طلبِ رحمت کے لیے مختلف دُعائیں سکھائی گئی ہیں:

❖ ماہر علمائے دین بارگاہِ الٰہی میں یوں بھیک مانگتے ہیں: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ ”اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اِس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا! اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! بے شک تُو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔“ [اٰلِ عمرٰن 3:8]

❖ نمازِ وتر کی معروف دُعائے قنوت میں ہے: وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ۔ اِلٰہی ہم تیری رحمت کے اُمید وار ہیں۔ (ابنِ ابی شیبہ: 6893)

❖ احادیثِ طیبہ کا خلاصہ ہے کہ کسی مسلمان کو چھینک آئے تو اُسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہیے۔ جب چھینکنے والا یہ کہے تو سُننے والے پر واجب ہے کہ فوری طور پر جواباً اِتنی آواز سے یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے کہ چھینکنے والا سُن لے۔ اِس کلمہ کا معنٰی ہے: اللہ تعالٰی تجھے رحمت سے نوازے! پھر چھینکنے والا کہے: یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَكُمْ! (اللہ پاک ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے) یا یہ کہے: یَهْدِیْكُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ! (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمائے!) (بہارِ شریعت، ج:3، ص:474)

❖ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مہمان نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے کھانے کے لیے ازواجِ مُطَہَّرات کی طرف پیغام بھیجا، لیکن کسی بھی اُمُّ المؤمنین کے پاس کھانا موجود نہیں تھا، رضی اللہ تعالٰی عنہن۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ، فَاِنَّهٗ لَا یَمْلِكُهُمَا اِلَّا اَنْتَ۔ ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل و رحمت کا سوال کرتا ہوں؛ اِس لیے کہ تُو ہی فضل و رحمت کا مالک ہے۔“ دُعا کرتے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک بُھونی ہوئی (Roasted) بکری بطورِ تحفہ پیش کی گئی۔ (المعجم الکبیر، حدیث: 10379۔ حلیۃ الاولیاء: 5/36، اسنادہٗ حسن)

دوسری روایت کے مطابق مہمان صحابی نے عرض کی: اگر آئندہ کبھی بھوک کی ایسی صورتِ حال ہو تو کیا کروں؟ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہی دُعا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: فَاِنَّ اللّٰہَ رَازِقُكَ۔ ”بلاشبہ اللہ تعالٰی تمہیں رِزق عطا فرمائے گا۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: 29579)

❖ مختلف احادیثِ مبارکہ میں موت کے وقت، موت کے بعد اور قبر و حشر میں رحمت کے لیے بھی دُعائیں تعلیم فرمائی گئی ہیں۔

استقبالِ ماہِ رحمت

آج شعبان المعظّم (1447ھ) کا آخری جمعۃ المبارک ہے، زندگی رہی تو اگلے جمعہ شریف کو ہم اپنے دامنوں میں رمضان المبارک کی رحمتیں اور برکتیں سمیٹ رہے ہوں گے۔

اِس بات میں کوئی شک ومبالغہ نہیں کہ رحمتِ الٰہی کے طلب گاروں کے لیے رمضان المبارک موسمِ بہار ہے، اِس "ماہِ رحمت" میں مالکِ رحمت بندوں کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازتا ہے۔

بزرگانِ دین ماہِ رحمت کی برکتیں سمیٹنے کے لیے بہت پہلے سے تیاری شروع کر دیتے تھے۔ ہم کم از کم آج سے تو یہ ذہن بنائیں اور خود کو تیار کریں کہ ہم نے رحمت والے مہینے میں ربِّ کریم کی زیادہ سے زیادہ رحمت حاصل کرنی ہے۔

استقبالِ رمضان: ماہِ رحمت کی آمد سے پہلے ذہن سازی اور عملی طور پر تیاری کے لیے خود جانِ رحمت ﷺ ایک حسین خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جس میں رمضان المبارک کی رحمتیں بیان فرما کر اِس سے فائدہ اُٹھانے کی ترغیب دلاتے۔

سیدنا سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ نے خطبۂ استقبالِ رمضان کے یہ الفاظ بھی روایت کیے: وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ[1] وَّأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ... یعنی "اِس ماہِ مبارک کا ابتدائی عَشَرہ رحمت ہی رحمت ہے، درمیانی حصّہ مغفرت وبخشش ہے اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی ہے۔" (صحیح ابنِ خزیمہ، حدیث:1887۔ فضائل رمضان لابن أبی الدنیا، حدیث:41۔ شعب الایمان، حدیث:3336)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ... "ماہِ رمضان کی آمد ہوتی ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔" (صحیح مسلم، حدیث:1079)

استقبالِ ماہِ رحمت: استقبالِ رمضان رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے، مگر یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ استقبالِ رمضان کا طریقہ وہ نہیں جو کسی لائقِ تکریم انسان کی آمد پر ہوتا ہے، اِس موقع پر سجاوٹ کرنا، ترانہ پڑھنا یا خیر مقدمی کلمات کہنا وغیرہ اصل مقصود نہیں... بلکہ استقبالِ رمضان ایک رُوحانی وباطنی کیفیت کا نام ہے، جس کا مقصود یہ ہے کہ رمضان المبارک میں ربِّ کریم کی طرف سے عطا ہونے والی بے پناہ رحمتوں سے دامن بھرنے کے لیے خود کو بھی ذہنی اور عملی طور پر تیار کریں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دیں؛ تاکہ اجتماعی طور پر صالح ماحول پیدا ہو۔

چنانچہ بلا تاخیر ہمیں آج سے ہی استقبالِ ماہِ رحمت کے لیے تیار ہونا چاہیے۔

---

[1] فِيْ أَوَّلِهٖ يَصُبُّ اللهُ الرَّحْمَةَ عَلَى الصَّائِمِيْنَ صَبًّا وَيَسُحُّ عَلَيْهِمُ الْبَرَكَةَ سَحًّا۔ (فیض القدیر، تحت الحدیث:2815)

ماہِ رحمت میں قرآنِ کریم سے حصولِ رحمت

ماہِ رحمت میں ربِّ کریم جلّ جلالہٗ کی رحمتِ بے پایاں حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ ہم قرآنِ مجید کے ساتھ تعلّق کو پختہ کریں۔ بلاشبہ قرآنِ مجید ربّ کی خاص رحمت ہے اور یہی ماہِ مبارک نزولِ قرآنِ حکیم کا مہینہ بھی ہے۔

کتابِ رحمت: خالقِ رحمت نے اپنے کلامِ مجید میں فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ ”اے حبیب! ہم نے آپ پر یہ قرآن اُتارا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت اور (بہترین اِنعام و اعلیٰ مقام کی) خوش خبری ہے۔“ [النحل 89:16]

قرآن و سنّت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کی تلاوت بھی ذریعۂ رحمت ہے، اِس کی سماعت بھی باعثِ رحمت ہے، اِسے پڑھنا پڑھانا بھی سببِ رحمت ہے، اِس میں غور و تدبُّر بھی وسیلۂ رحمت ہے اور اِس پر عمل کرنا تو سب سے بڑی رحمت ہے۔

ماہِ رحمت میں کتابِ رحمت کے ساتھ تعلّق پختہ کرنے کے لیے چند باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں:

i. اگر تلفّظ دُرُست نہیں تو کسی صحیح العقیدہ قاری صاحب سے دُرُست تلفظ سیکھیں، یہ فرضِ عین ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ ”اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو!“ [المزمل 4:73] یعنی قواعد کے مطابق ہر لفظ کا مخرج صحیح ادا کرو! حرکات اور مدّوں کا لحاظ کرو اور جہاں وقف ہے وہاں وقف کرو! (خزائن العرفان، ملخصًا)

ii. قرآنِ حکیم کی کثرت سے تلاوت کریں؛ اِس ماہِ مبارک میں جبریلِ امین علیہ السلام قرآنِ مجید کا دَور کرنے کے لیے رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

iii. تراویح میں خوب شوق و ذَوق اور آداب کے ساتھ تلاوتِ قرآنِ مجید سُنیں۔ نیز تیز پڑھنے والے کے بجائے ایسے صحیح العقیدہ امام کے پیچھے تراویح ادا کریں جو درست تلفّظ کے ساتھ خوب صورت آواز میں تلاوت کرتا ہو۔[1]

iv. سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے روزانہ قرآنِ کریم کا کچھ نہ کچھ حصّہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنے کی عادت بنائیں۔ کنزالایمان، خزائن العرفان یا کسی بھی سُنّی عالم کی تفسیر (نور العرفان، تبیان القرآن اور ضیاء القرآن وغیرہ) کا مطالعہ روزانہ کا معمول بنائیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ کے فیض یافتہ شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم قادری کی ”صراط الجنان“[2] اُردو زبان میں نہایت آسان تفسیر ہے۔

---

[1] یاد رہے کہ خوب صورت پڑھنے پر ثواب تب ملتا ہے جب صحیح پڑھا جائے؛ لہٰذا حسین آواز سے پہلے صحیح تلفّظ کا اہتمام ہونا چاہیے۔

[2] یہ تفسیر PDF میں بھی دستیاب ہے اور اِس کی نہایت جدید ایپ بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

ماہِ رحمت میں اعمالِ صالحہ و استغفار کے ذریعے حصولِ رحمت

ماہِ رحمت میں ربِّ کریم جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی خاص رحمت حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے چاہییں؛ کیونکہ نیک اعمال کی برکت سے وہ رحمت نصیب ہوتی ہے جو انسان کے تصوُّر سے بھی بلند و بالا ہے۔

چنانچہ ہمیں چاہیے کہ رِضائے اِلٰہی کے لیے:

i. سب سے پہلے اپنے گناہوں سے شرعی طریقے پر توبہ کریں؛ کیونکہ گناہ ایسے منحوس ہیں جو نیکیوں کی نورانیت کو ختم کر دیتے ہیں۔ توبہ میں یہ بات شامل ہے کہ جن فرض عبادات میں سُستی ہوئی اُن کی قضا کا اہتمام کریں اور بندوں کے حقوق کا حساب بھی صاف کریں (ادا کریں یا معاف کروالیں)۔

ii. نماز سمیت تمام فرائض کی پابندی کریں؛ اِس لیے کہ فرائض کے ذریعے ربِّ کریم کا سب سے زیادہ قُرب نصیب ہوتا ہے اور فرائض چھوڑنے والا رحمت سے محرومی کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

iii. اپنی مصروفیات کا از سرِ نَو جائزہ لیں، غیر ضروری کاموں کو چھوڑ دیں اور زیادہ سے زیادہ وقت کارہائے خیر میں گزاریں۔

iv. صدقہ و خیرات اور دیگر اچھے کاموں میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

ماہِ رحمت میں جانِ رحمت ﷺ کا معمول: ہمیں اپنے نامہ ہائے اعمال سے گناہوں کی سیاہی دُور کرنے کے لیے نیکیوں کی کتنی ضرورت ہے؟ اِس کا اندازہ کرنے کے لیے غور کیجیے کہ جانِ رحمت ﷺ ماہِ رحمت کو کیسے گزارتے تھے! اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔ یعنی جب رمضان المبارک کا آغاز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے، پھر اختتامِ رمضان تک محنت کا سلسلہ جاری رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث:2216، رمز السیوطیؒ لحسنہ فی الجامع الصغیر: 9878)

ندائے غیب: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرورِ کون و مکاں ﷺ سے روایت کیا کہ رمضانِ کریم میں ربِّ رحیم کی طرف سے یہ اِعلان کیا جاتا ہے: يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ! وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ! ”اے بھلائی چاہنے والے آجا! (اللہ و رسول کی اِطاعت کی طرف... راہِ جنّت کی طرف... عبادت و مسجد کی طرف؛ کیونکہ اب تھوڑے کام پر بڑا انعام ملے گا، یہ کمائی کا موسم ہے) اور اے بُرائی کا اِرادہ کرنے والے (نافرمانی سے) باز رَہ!“ (جامع ترمذی، حدیث:682۔ سننِ ابنِ ماجہ، حدیث:1642۔ صحیح لغیرہٖ)

اگر کوئی احمق کہے کہ ہمیں یہ اِعلان سنائی نہیں دیتا، پھر اِس کا کیا فائدہ؟ تو جواب یہ ہے کہ اِعلان ضرور بافائدہ ہے، ربِّ کریم نے ہمیں اُس ہستی کی زبانی بتادیا ہے جس کے ارشادِ گرامی پر کانوں سے سُنی ہوئی بات سے زیادہ یقین ہے۔

ماہِ رحمت اور ہماری حالت

کسی چیز کی حُرمت و تعظیم جتنی زیادہ ہو اُس کی حسّاسیت بھی اُتنی اہمّ ہوتی ہے۔ دُنیاوی مثال لیجیے کہ جن جگہوں پر قومی دفاتر، فوجی تنصیبات، ہوائی اڈے اور عدالتیں وغیرہ ہوں اُن کی حفاظت کے لیے خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں اور وہاں کوئی مشکوک کام کرنا باقی مقامات پر ویسی حرکت سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

ماہِ رحمت کی تعظیم و تکریم عام مہینوں سے بڑھ کر ہے تو اِس کی حسّاسیت بھی اُتنی ہی زیادہ ہے۔ جہاں رمضان المبارک میں نیکیوں پر اجر و ثواب بیشتر ہے وہاں اِس میں نافرمانی پر وعید بھی شدید تر ہے.. یہ بھلائی کے طلب گاروں کے لیے ماہِ رحمت ہے تو نافرمانوں کے حق میں سببِ حَسرت و نِقمت بھی ہے۔ جو لوگ اِس مہینے میں اپنے لیے رحمت و مغفرت کا سامان نہیں کرتے اُن سے متعلّق سرورِ عالَم ﷺ نے تباہی کی دُعائے جلال بھی فرمائی ہے۔

رمضان المبارک سے متعلق ہم اپنے رویّوں پر غور کریں تو شرم سے سر جھک جاتا ہے:

⟸ بے شمار افراد روزہ رکھنے کے باوُجود بے حیائی، بدنگاہی، جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے باز نہیں آتے۔ اِن لوگوں کو ضرور سوچنا چاہیے کہ اُنھیں بھوکے پیاسے رہنے کا کیا فائدہ ہو گا!

⟸ ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو ماہِ رحمت میں سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ذخیرہ اندوزی، غیر معمولی نفع اندوزی اور مصنوعی مہنگائی کے ذریعے کمزور مسلمانوں کا استحصال کرتے ہیں۔ ناجائز طریقے سے نفع کمانے کے بعد اُسے خیرات کرنے کے بجائے اگر فقط زکوٰۃ ادا کر دیں اور غریبوں کا خون نہ نچوڑیں تو رحمت نصیب ہو گی۔

⟸ ناداروں اور حق داروں کے لیے سحر و افطار کا اہتمام کرنے کی جگہ اُمرا کی عالی شان افطار پارٹیوں کی رسم ایجاد کر لی گئی ہے؛ تاکہ اِس کے ذریعے بااثر افراد سے تعلقات بڑھا سکیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کھانا کھلانا چاہتے ہیں تو پھر وڈیروں کے بجائے غریبوں کا حق زیادہ ہے۔

⟸ صدقات و خیرات کرنے والوں میں کثیر تعداد ایسے افراد کی ہے جن کا انداز لینے والوں کی تذلیل اور دل آزاری کا ذریعہ بنتا ہے۔ اگر مستحق افراد کی عزّتِ نفس کا لحاظ کیا جائے تو کئی گنا زیادہ ثواب ملے گا، ورنہ گناہ گار بھی ہو سکتے ہیں۔

⟸ میڈیا کی ایجاد کردہ ایک بُرائی یہ بھی ہے کہ وہ اداکار اور اداکارائیں جو پورا سال بے حیائی پھیلانے میں مصروف رہتے ہیں، ماہِ رحمت میں اُنھیں رُوپ بدل کر دین سکھانے کے لیے بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو سال بھر دین سے دُور کرتے رہتے ہیں وہ ماہِ رمضان میں عوام کو کیا دین سکھائیں گے! یوں ہی مذہبی موضوعات پر مناظرے کروائے جاتے ہیں؛ تاکہ یہ پیغام دیا جا سکے کہ مذہب تفریق کا ذریعہ ہے۔

کاش! یہ پروگرامز دینی تقاضوں کے مطابق ہوں اور صحیح العقیدہ علما کے ذریعے دینی راہ نمائی فراہم کی جائے تو نورٌ علیٰ نور ہو گا۔

حرفِ آخر: ماہِ رحمت میں کرنے کے اہم کام

انسان کو دُنیا و آخرت میں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ رحمتِ الٰہی ہو تو ظاہری اسباب دستیاب نہ ہونے کے باوُجود انسان دونوں جہان میں سعادتیں پاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اِس کی بہترین مثال ہیں.... جب کہ مالکِ کریم کی مہربانی شاملِ حال نہ ہو تو سب کچھ ہونے کے باوُجود بندے کا ہاتھ خیر و بھلائی سے خالی ہوتا ہے، اگر چاہیں تو ہم اپنی حالتِ زار سے بھی اِس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

رمضان المبارک رحمتِ الٰہی تلاش کرنے والوں کے لیے موسمِ بہار کی حیثیت رکھتا ہے، اِس میں مالکِ مہربان کی رحمت و برکت چھما چھم برستی ہے اور اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر مسلمان اُس سے فیض حاصل کرتا ہے۔

ماہِ رحمت کی آمد بالکل قریب ہے اور خالقِ رحمت کا کرم شاملِ حال رہا تو اِن شاء اللہ اگلے جمعۃ المبارک کو ہم رمضان المبارک کی رحمتیں سمیٹ رہے ہوں گے۔

رمضانِ کریم کی عظمتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں اُس کے شایانِ شان استقبال کا اہتمام کرنا چاہیے، وہ یہ ہے کہ ہم ذہنی اور عملی طور پر تیار ہوں کہ ہم نے اِس مبارک مہینے میں ربِّ کریم کو راضی کرنا ہے اور اُس کی زیادہ سے زیادہ رحمت حاصل کرنی ہے۔

اِسی مقصد کے پیشِ نظر آج کے خطبہ میں "استقبالِ ماہِ رحمت اور ہماری حالت" کے عنوان سے قرآن و سنّت کی روشنی میں کچھ باتوں کو ذکر کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⟸ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مراد ہے: مالکِ مہربان کا فضل و کرم اور احسان فرمانا۔

⟸ مخلوق کا ہر ہر فرد دُنیا و آخرت میں ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے اور اصولی بات ہے کہ جس چیز کی ضرورت زیادہ ہو اُس کی جستجو بھی زیادہ ہوتی ہے؛ لہٰذا طلبِ رحمت کے لیے مالکِ رحمت جَلَّ مَجْدُہٗ سے لجاجت کے ساتھ بکثرت دُعائیں بھی مانگنی چاہییں اور وہ کام بھی کرنے چاہییں جن کی برکت سے رحمت نصیب ہوتی ہے۔

⟸ ماہِ رحمت میں رحمتِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ قرآنِ حکیم سے پختہ تعلق بھی ہے۔ قرآنِ پاک ربِّ کریم کی خاص رحمت ہے، اِس کی تلاوت بھی ذریعۂ رحمت ہے، سماعت بھی باعثِ رحمت ہے، پڑھنا پڑھانا بھی سببِ رحمت ہے، غور و تدبُّر بھی وسیلۂ رحمت ہے اور اِس پر عمل کرنا تو رحمت ہی رحمت ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ ماہِ رحمت میں:

i. کسی صحیح العقیدہ قاری صاحب سے قرآنِ مجید کا درست تلفُّظ سیکھیں۔

ii. ذوق و شوق کے ساتھ کثرت سے اِس کی تلاوت کریں۔

iii. تراویح میں یکسوئی اور خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوتِ قرآنِ مجید سُنیں۔ نیز ایسے صحیح العقیدہ امام صاحب کی اقتدا میں تراویح ادا

کریں جو دُرست تلفّظ کے ساتھ خوب صورت آواز میں تلاوت کرتے ہوں۔

iv. سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اِس کے لیے روزانہ قرآنِ کریم کا کچھ نہ کچھ حصّہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنے کی عادت بنائیں۔ ''صراط الجنان'' اُردو زبان میں نہایت آسان تفسیر ہے۔

❖ ماہِ رحمت میں رحمتِ بے پایاں حاصل کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے چاہییں۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ:

1) اپنے گناہوں سے شرعی طریقے پر توبہ کریں۔ توبہ میں یہ بات شامل ہے کہ جن فرض عبادات میں سُستی ہوئی اُن کی قضا کا اہتمام کریں اور بندوں کے حقوق کا حساب بھی صاف کریں (ادا کریں یا معاف کروالیں)۔

2) نماز سمیت تمام فرائض کی پابندی کریں۔

3) اپنی مصروفیات کا از سرِ نَو جائزہ لیں، غیر ضروری کاموں کو چھوڑ دیں اور زیادہ سے زیادہ وقت کارہائے خیر میں گزاریں۔

4) صدقہ و خیرات اور دیگر اچھے کاموں میں دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

❖ رحمت و برکت والے اوقات میں گناہ اور زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں تمام گناہوں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔

❖ ماہِ رحمت میں علمِ دین حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے... علمائے اہلِ سنت کی کتابیں پڑھیں! دُروس و خطابات سنیں اور جو معلوم نہیں اُسے پوچھنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں! یاد رہے کہ علمِ دین علمائے حق سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، اینکرز اور دیگر پروفیشنل لوگ خود علمِ دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے دین سیکھنا فائدے کے بجائے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

آخر میں 14 فروری / عالَمی یومِ مَحبّت / Valentine Day کی مناسبت سے یہ جملہ بھی دل میں اُتار لیجیے کہ اگر محبت اللہ تعالیٰ سے ہو یا اللہ کریم کے لیے ہو تو یہ دُنیا و آخرت میں رحمت کا ذریعہ ہے.... لیکن معاذ اللہ! پیار خواہشِ نفس کو پورا کرنے کے لیے ہو اور اُس میں ربّ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے تو دُنیا و آخرت میں رحمت سے دُوری کا سبب ہے۔

شرعی مسئلہ: جس طرح شعبان المعظّم کے آغاز میں روزے رکھنا مستحب ہے، اِسی طرح آخری دنوں میں بھی روزے رکھنا اچھا ہے۔ نبیِ کریم ﷺ شعبان کے اکثر دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔

بعض روایات میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا،[1] اُن سے مراد ہے کہ جو شخص کمزور ہو اور شعبان میں روزے رکھنے کی وجہ سے اُس کے رمضان کے روزے متأثر ہوں وہ شعبان کے آخری دنوں میں روزے نہ رکھے۔[2]

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلّم: إِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا۔ (الترمذی:738)

[2] اَلْمَقْصُوْدُ اسْتِجْمَامُ مَنْ لَا يَقْوٰى عَلٰى تَتَابُعِ الصِّيَامِ، فَاسْتُحِبَّ الْإِفْطَارُ كَمَا اسْتُحِبَّ إِفْطَارُهٗ عَرَفَةَ؛ لِيَتَقَوّٰى عَلَى الدُّعَاءِ، فَأَمَّا مَنْ قَدَرَ فَلَا نَهْيَ لَهٗ؛ وَلِذٰلِكَ جَمَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الشَّهْرَيْنِ فِي الصَّوْمِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث:1974)

اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالَم ﷺ کے طفیل ہمیں رمضان المبارک کا بہترین استقبال کرنے اور اِس میں رِضائے اِلٰہی کے لیے زیادہ سے زیادہ وہ کام کرنے کی توفیق سے نوازے جن کی برکت سے اُس کی رحمت نصیب ہوتی ہے!

خالقِ کریم ماضی قریب کے مختلف سانحات میں شہادت پانے والے تمام مسلمانوں کے درجات بلند فرمائے اور جملہ متأثرین کو نقصانات کا نِعْمَ البَدَل عطا کرے!

قادرِ مطلق اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!